اور پیاس نہ لگتی' جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَلَا تَعْرٰیO (طٰہٰ:۱۱۸) بے شک آپ جنت میں نہ بھوکے رہیں گے نہ برہنہO

بلکہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اس جگہ نماز پڑھنا جنت تک پہنچا دیتا ہے اور جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ (صحیح مسلم:۱۷۴۲) اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ زمین کا یہ ٹکڑا حقیقۃً جنت ہے تو بالخصوص زمین کا یہ ٹکڑا مکہ سے افضل ہوگا۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۳۸۱-۳۸۰' دار المعرفۃ' بیروت' ۱۴۲۶ھ)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ نے بھی تقریباً اسی طرح لکھا ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۳۵۵-۳۵۴' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۲۱ھ)

حدیث مذکور کی دیگر روایات

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

(المعجم الکبیر:۱۳۱۵۶' المعجم الاوسط:۷۳۷-۶۱۴' حافظ الہیثمی نے کہا: اس حدیث کی سند صحیح ہے' مجمع الزوائد ج ۹ ص ۷۹)

اس حدیث پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ کی قبر کب تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ نے مستقبل کے اعتبار سے مجازاً فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے حجرے اور میرے مصلّٰی کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (المعجم الاوسط:۵۲۲۷-ج ۶ ص ۱۱۱' مکتبۃ المعارف' ریاض' ۱۴۱۵ھ)

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بیت اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (المعجم الاوسط:۶۴۴۰-ج ۷ ص ۲۲۸' مکتبۃ المعارف' ریاض)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بیت اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے' وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(المعجم الاوسط:۹۸-ج ۱ ص ۱۰۱' صحیح البخاری:۷۳۳۵' سنن ترمذی:۳۹۴۱' سنن کبریٰ:۴۲۹۰' مسند البزار:۱۱۹۵' مشکل الآثار:۲۸۷۳' مسند الحمیدی:۲۹۰' المعجم الکبیر:۱۳۱۵۶-۳۳۲' مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۶ طبع قدیم' مسند احمد:۷۲۲۳' مؤسسۃ الرسالۃ' بیروت)

حدیث "من زار قبری وجبت له شفاعتی" کی تحقیق

باب مذکور کی حدیث میں یہ فرمایا ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغات میں سے ہے۔ (صحیح البخاری:۱۸۸۸)

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی فضیلت کا بیان ہے' اسی طرح درج ذیل حدیث بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے:

امام علی بن عمر الدارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

ثنا القاضي المحاملي' نا عبيد الله بن محمد الورّاق' نا موسى بن هلال العبدى عن عبيد الله بن عمر عن

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ من زار قبری وجبت له شفاعتی۔

موسیٰ بن ہلال العبدی از عبید اللہ بن عمر از نافع از حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(سنن دار قطنی: ۲۶۵۸۔ ج ۲ ص ۱۵۳ دار المعرفہ بیروت سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۷۸ نشر السنۃ ملتان)

حدیث ''من زار قبری'' کی سند پر غیر مقلد عالم کا اعتراض

اس حدیث کی سند کے ایک راوی موسیٰ بن ہلال العبدی پر ایک غیر مقلد عالم شمس الحق عظیم آبادی نے حسب ذیل اعتراض کیا ہے:

موسیٰ بن ہلال العبدی شیخ بصری ہیں ابوحاتم نے کہا: یہ مجہول ہیں العقیلی نے کہا: ان کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی ابن عدی نے کہا: مجھے امید ہے کہ ان کی حدیث میں کوئی خوف یا حرج نہیں ہے الذہبی نے کہا: میں کہتا ہوں کہ وہ صالح الحدیث ہیں اور ان کی حدیث ''من زار قبری'' کو منکر قرار دیا گیا ہے۔ (حاشیہ سنن دار قطنی ج ۱ ص ۲۷۹۔۲۷۸ نشر السنۃ ملتان)

اس حدیث کے راوی موسیٰ بن ہلال العبدی کو مجہول قرار دینے کا جواب

علامہ علی بن عبد الکافی تقی الدین السبکی الشافعی المتوفی ۷۴۶ھ لکھتے ہیں:

رہا ابوحاتم کا یہ کہنا کہ موسیٰ بن ہلال العبدی مجہول ہیں تو ان کے مجہول ہونے سے کوئی ضرر نہیں ہے کیونکہ اس سے جہالۃ العین مراد ہوگی یا جہالۃ الوصف مراد ہوگی اگر اس سے جہالۃ العین مراد ہے اور فن اصول حدیث میں غالب اصطلاح یہی ہے تو یہ جہالت مرتفع ہے کیونکہ موسیٰ بن ہلال العبدی سے حسب ذیل ائمہ حدیث نے حدیث روایت کی ہے:

(۱) امام احمد بن حنبل (۲) محمد بن جابر المحاربی (۳) محمد بن اسماعیل الاحمسی (۴) ابو امیہ محمد بن ابراہیم الطرطوسی (۵) عبید بن محمد الوراق (۶) الفضل بن سہل (۷) جعفر بن محمد البزوری۔

اگر حدیث کے دو امام کسی شخص سے حدیث روایت کریں تو اس کی جہالت مرتفع ہو جاتی ہے تو جس شخص سے سات ائمہ حدیث حدیث روایت کریں وہ کیسے مجہول العین رہے گا جب کہ امام ابن عدی نے ان کے متعلق کہا ہے: مجھے امید ہے کہ ان کی حدیث کی روایت میں کوئی خوف یا حرج نہیں ہے۔

اور اگر اس سے مراد جہالۃ الوصف ہے تو وہ اس طرح مرتفع ہو جاتی ہے کہ امام احمد نے موسیٰ بن الہلال سے روایت کی ہے اور علامہ ابن الجوزی نے امام احمد بن حنبل کے مشائخ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ثقہ ہیں کیونکہ امام احمد صرف ثقہ سے روایت کرتے ہیں اور خود مخالف نے یہ تصریح کی ہے کہ حدیث میں جرح اور تعدیل کے علماء دو قسم کے ہیں ایک وہ ہیں جو صرف ثقہ سے روایت کرتے ہیں: جیسے امام مالک شعبہ یحییٰ بن سعید عبد الرحمان بن مہدی امام احمد بن حنبل اسی طرح امام بخاری اور ان کے امثال۔

(شفاء السقام ص ۱۰۔۹)

میں کہتا ہوں کہ علامہ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی نے ہر چند کہ ''من زار قبری'' کی روایت کو منکر کہا ہے لیکن موسیٰ بن ہلال العبدی کی تعدیل اور توثیق کی ہے وہ لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ وہ صالح الحدیث ہیں ان سے امام احمد الفضل بن سہل الاعرج ابو امیہ الطرطوسی احمد بن غرزہ اور دوسروں نے حدیث کی روایت کی ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۶ ص ۵۶۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ)

اسی طرح حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ٨٥٢ ھ نے بھی موسیٰ بن ہلال العبدی کی توثیق کی ہے' وہ لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ وہ روایت حدیث کی صلاحیت رکھتے ہیں' ان سے امام احمد' الفضل بن سہل الاعرج' ابوامیہ الطرطوسی' احمد بن عزرہ اور دوسروں نے حدیث کی روایت کی ہے۔ (لسان المیزان ج ٦ ص ١٣٥۔ ١٣٤' مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات' ١٣٩٠ ھ)

تاہم حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے:

جس نے میری قبر کی زیارت کی یا میری زیارت کی' میں اس کے حق میں شہادت دوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا اور جو کسی ایک حرم میں فوت ہو گیا' اللہ اس کو قیامت کے دن امن یافتہ لوگوں میں سے اٹھائے گا۔

(المطالب العالیہ: ١٢٥٣۔ ج ١ ص ٣٧١' دارالمعرفۃ' بیروت' ١٤٠٧ ھ)

موسیٰ بن ہلال العبدی کی روایت کی عدم متابعت کا جواب

علامہ علی بن عبدالکافی تقی الدین السبکی المتوفی ٧٥٦ ھ لکھتے ہیں:

رہا عقیلی کا یہ کہنا کہ اس حدیث کی روایت میں موسیٰ بن ہلال العبدی کی متابعت نہیں کی گئی ہے' اور امام بیہقی کا یہ کہنا کہ خواہ انہوں نے عبید اللہ سے روایت کی ہو یا عبداللہ سے' بہرصورت یہ حدیث منکر ہے' ان کے علاوہ کسی اور نے یہ روایت نہیں کی' تو اس کا جواب یہ ہے کہ مخالفین کو اس حدیث پر اس کے سوا اور کوئی اعتراض نہیں ملا کہ موسیٰ بن ہلال کے سوا اور کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کی۔ (الیٰ قولہٖ)

ہم کو موسیٰ بن ہلال کی اس روایت کے متعدد متابعات اور شواہد مل گئے ہیں' جن کا ان شاء اللہ عنقریب ہم ذکر کریں گے' اور اس سے یہ واضح ہو گیا کہ اس حدیث کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ یہ حسن ہو اور حدیث حسن کی دو قسمیں ہیں' ایک یہ کہ اس کی سند مستور ہو اور اس کی اہلیت محقق نہ ہو' اور اس کا راوی غافل اور کثیر الخطاء نہ ہو اور اس کے فسق کا کوئی سبب ظاہر نہ ہو' اس کے ساتھ اس کی حدیث کے متن کی مثل کسی دوسری سند سے مروی ہو اور موسیٰ بن ہلال العبدی کا کم از کم یہی مرتبہ ہے اور ان کی روایت بھی اسی مرتبہ کی ہے۔

حدیث حسن کی دوسری قسم یہ ہے کہ اس کا راوی صدق اور امانت میں مشہور ہو اور حفظ میں کمی کی وجہ سے وہ حدیث صحیح کے راویوں کے برابر نہ پہنچا ہو' اس کے باوجود اس کا مرتبہ ان سے بلند ہو جن کی حدیث منکر قرار دی جاتی ہے' اور یہ حدیث اس کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کے اوپر حسن کا اطلاق کیا جائے۔

رہا یہ کہ یہ حدیث عبید اللہ سے مروی ہے اور اس کو عبداللہ کی روایت پر ترجیح ہے یا یہ حدیث دونوں سے مروی ہے' یا بر سبیل تنزل یہ صرف عبداللہ سے مروی ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ حدیث حسن ہے' اور اگر بالفرض یہ حدیث ضعیف ہو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ تعدد اسانید کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔

جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرے گا' اس کو آپ کی شفاعت کی بشارت ہے اور یہ اس کو متضمن ہے کہ اس کا خاتمہ اسلام پر ہوگا۔ (شفاء السقام ص ١٤۔ ١٠ ملخصاً)

حدیث "من زار قبری" کا متابع اوّل (١)

امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار المتوفی ٢٩٢ ھ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

حدثنا قتیبة' ثنا عبد اللّٰه بن ابراهیم' ثنا عبد الرحمٰن بن زید عن ابیه عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من زار

قبری حلت له شفاعتی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی' اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار: ۱۱۹۸۔ ج ۲ ص ۵۷' مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲' حافظ نور الدین الہیثمی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند میں عبد اللہ بن ابراہیم الغفاری ضعیف ہے لیکن اسے اس سے ضرر نہیں کیونکہ یہ حدیث متابعات میں سے ہے' بہر حال اس حدیث سے عقیلی کا یہ کہنا غلط ہو گیا کہ اس حدیث کا کوئی متابع نہیں ہے کیونکہ امام دارقطنی نے اس حدیث کو موسیٰ بن ہلال العبدی سے روایت کیا ہے اور امام بزار نے اس حدیث کو عبد الرحمان بن زید از والد خود روایت کیا ہے' دارقطنی کی روایت میں "وجبت" کا لفظ ہے اور امام بزار کی روایت میں "حلت" کا لفظ ہے۔ (شفاء السقام ص ۱۴' وفا الوفاء ج ۴ ص ۱۳۳۹' دار احیاء التراث العربی' بیروت' ۱۴۰۱ھ)

حدیث "من زار قبری" کا متابع ثانی (۲)

حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبدان بن احمد ثنا عبد الله بن محمد العبادی البصری ثنا مسلم بن سالم الجهنی حدثنی عبید الله بن عمر عن نافع عن سالم عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من جاء نی زائرا لا یعمده حاجة الّا زیارتی کان حقًا علّی ان اکون له شفیعا یوم القیامة۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری زیارت کے لیے آیا اور اس کو میری زیارت کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔ (المعجم الکبیر: ۱۳۱۴۹۔ ج ۱۲ ص ۲۲۵' دار احیاء التراث العربی' بیروت' شفاء السقام ص ۱۶) (المعجم الاوسط: ۴۵۴۳۔ ج ۵ ص ۲۷۶۔ ۲۷۵' مکتبۃ المعارف' ریاض' ۱۴۱۵ھ)

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

(تلخیص الحبیر ج ۳ ص ۹۰۳' مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز' مکہ مکرمہ' ۱۴۱۷ھ)

علامہ نور الدین علی بن احمد السمہودی المتوفی ۹۱۱ھ نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

(وفاء الوفاء ج ۴ ص ۱۳۴۰' دار احیاء التراث العربی' بیروت' ۱۴۰۱ھ)

حدیث "من زار قبری" کا متابع ثالث (۳)

امام علی بن عمر الدارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن مجاهد عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے حج کیا' پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (سنن بیہقی ج ۵ ص ۲۴۶' نشر السنۃ' ملتان' شفاء السقام ص ۲۰' شعب الایمان: ۴۱۵۴۔ ج ۳ ص ۴۸۹' سنن دارقطنی: ۲۶۵۶۔ ج ۲ ص ۵۳۰' دار المعرفۃ' بیروت' المعجم الاوسط: ۲۸۷' الکامل لابن عدی ج ۲ ص ۷۹۰' جمع الجوامع: ۲۰۵۵۱' الجامع الصغیر: ۸۶۲۸' تلخیص الحبیر ج ۳ ص ۹۰۲' وفاء الوفاء ج ۴ ص ۱۳۴۱' دار احیاء التراث العربی' بیروت' ۱۴۰۱ھ)

حدیث "من زار قبری" کا متابع رابع (۴)

حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی المتوفی ۳۶۵ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

مالك عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من حج البیت فلم یزرنی فقد جفانی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے بیت اللہ کا حج کیا' پھر میری زیارت نہیں کی' اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔ (الضعفاء الکامل لابن عدی ج ٧ ص ٢٤٨٠' المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل' پاکستان' شفاء السقام ص ٢٧' وفاء الوفاء ج ٤ ص ١٣٤٢' داراحیاء التراث العربی' بیروت' ١٤٠١ھ)

حدیث ''من زار قبری'' کا متابع خامس (٥)

امام سلیمان بن داؤد بن الجارود المتوفی ٢٠٤ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابو داؤد حدثنا سوار بن میمون ابو الجراح العبدی قال حدثنی رجل من آل عمر عن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من زار قبری او قال من زارنی کنت لہ شفیعا او شہیدًا ومن مات فی احد الحرمین بعثہ اللّٰہ فی الامنین یوم القیامۃ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے میری قبر کی زیارت کی یا فرمایا: جس نے میری زیارت کی' میں اس کی شفاعت کروں گا یا اس کے حق میں گواہی دوں گا اور جو دو حرموں میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہو گیا' اس کو اللہ عزوجل قیامت کے دن امن والے لوگوں میں سے اٹھائے گا۔ (مسند ابوداؤد طیالسی: ٦٥۔ ج ١ ص ٤٩' دارالکتب العلمیہ' بیروت' ١٤٢٥ھ' شفاء السقام ص ٢٩' سنن بیہقی ج ٥ ص ٢٤٥' کتاب الضعفاء للعقیلی ج ٤ ص ٣٦٢' اللآلی المصنوعۃ ج ٢ ص ١٠٩' الفوائد المجموعۃ للشوکانی: ١١٧' الترغیب والترہیب: ١٨٠٢' شعب الایمان: ٤١٥٣۔ ج ٣ ص ٤٨٨' وفاء الوفاء ج ٤ ص ١٣٤٣' داراحیاء التراث العربی' بیروت' ١٤٠١ھ)

حدیث ''من زار قبری'' کا متابع سادس (٦)

امام ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی المتوفی ٣٢٢ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن سوار بن میمون عن ہارون بن قزعۃ عن رجل من آل الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من زارنی متعمدًا کان فی جوار اللّٰہ یوم القیامۃ۔

آل خطاب میں سے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قصداً میری زیارت کی' وہ قیامت کے دن اللہ کی پناہ میں ہوگا۔ (کتاب الضعفاء للعقیلی: ١٩٧٣۔ ج ٤ ص ٣٦٢' دارالکتب العلمیہ' بیروت' ١٤١٨ھ' شفاء السقام ص ٣١' الترغیب والترہیب: ١٨٠١۔ ج ٢ ص ١٨٦' دار ابن کثیر' ١٤١٤ھ' شعب الایمان: ٤١٥١' وفاء الوفاء ج ٤ ص ١٣٤٣' داراحیاء التراث العربی' بیروت' ١٤٠١ھ)

حدیث ''من زار قبری'' کا متابع سابع (٧)

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ٣٨٥ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن حاطب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی۔ (الحدیث)

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (الحدیث) (سنن دارقطنی: ٢٦٥٧۔ ج ٢ ص ٥٣١۔ ٥٣٠' دارالمعرفۃ' بیروت' ١٤٢٢ھ' تلخیص الحبیر: ١٠٧٥۔ ج ٣ ص ٩٠٢' مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز' مکہ مکرمہ' ١٤١٧ھ' شفاء السقام ص ٣٢' وفاء الوفاء ج ٤ ص ١٣٤٤' داراحیاء التراث العربی' بیروت' ١٤٠١ھ)

حدیث ''من زار قبری'' کا متابع ثامن (٨)

امام ابوجعفر عقیلی متوفی ٣٢٢ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من زارنی فی مماتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔ (الحدیث)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی' گویا اس نے میری حیات میں زیارت کی اور جس نے میری زیارت کی حتیٰ کہ وہ میری قبر تک پہنچا' میں قیامت کے دن اس کے حق میں شہادت دوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔ (کتاب الضعفاء للعقیلی: ۱۵۱۳۔ ج ۳ ص ۴۵۷' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۱۸ھ شفاء السقام ص ۳۸' وفاء الوفاء ج ۴ ص ۱۳۴۴' دار احیاء التراث العربی' بیروت' ۱۴۰۱ھ)

حدیث ''من زار قبری'' کا متابع تاسع (۹)

حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك قال قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم من مات فی احد الحرمین بعث من الامنین یوم القیامة ومن زارنی محتسبا الی المدینة کان فی جواری یوم القیامة۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حرمین میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہوا' وہ قیامت کے دن امن والوں میں سے اٹھے گا اور جس نے اخلاص سے مدینہ میں میری زیارت کی' وہ قیامت کے دن میری پناہ میں ہوگا۔ (شعب الایمان: ۴۱۵۸۔ ج ۳ ص ۴۹۰' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۱۰ھ' الترغیب والترہیب: ۱۸۰۳۔ ج ۲ ص ۱۸۶' شفاء السقام ص ۳۶' وفاء الوفاء ج ۴ ص ۱۳۴۸' دار احیاء التراث العربی' بیروت' ۱۴۰۱ھ)

حدیث ''من زار قبری'' کا متابع عاشر (۱۰)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یسلم علی عند قبری الا وکل اللّٰه به ملکا یبلغنی وکفی امر آخرته ودنیاه وکنت له شهیدا وشفیعا یوم القیامة۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ بھی میری قبر کے پاس مجھ پر سلام عرض کرتا ہے' اللہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو مجھ کو سلام پہنچاتا ہے اور وہ اس کی دنیا اور آخرت سے کفایت کرتا ہے اور قیامت کے دن میں اس شخص کے حق میں گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

(شعب الایمان: ۴۱۵۶۔ ج ۳ ص ۴۸۹' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۱۰ھ)

حدیث ''من زار قبری'' کا متابع حادی عشر (۱۱)

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت قدس سرہ متوفی ۱۵۰ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

ابوحنیفة عن نافع عن ابن عمر قال من السنة ان تاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبل القبلة وبجعل ظهرك الی القبلة وتستقبل القبر بوجهك ثم تقول السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: سنت یہ ہے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (مبارک) پر قبلہ کی جانب سے آؤ' پھر اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف کرو اور اپنا منہ قبر (انور) کی طرف کرو' پھر تم کہو: ''السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته''۔

(مسند الامام الاعظم ص ۱۲۶' قدیمی کتب خانہ' کراچی)

ملا علی بن سلطان محمد القاری المتوفی ۱۰۱۴ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر نے فرمایا: سنت یہ ہے' یعنی صحابہ اور تابعین کی سنت یہ ہے' حضرت ابن عمر نے فرمایا: تم قبلہ کی طرف سے آؤ'

پھر اس کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: اپنا منہ آپ کی قبر انور کی طرف کرو اور پیٹھ قبلہ کی طرف کرو یہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کا سب سے خاص ادب ہے۔ (شرح مسند ابوحنیفہ ص ۲۰۲-۲۰۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ)

فاضل عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ اس حدیث کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

علماء اس پر متفق ہیں کہ نبی ﷺ کی قبر کی زیارت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا سب سے عظیم ذریعہ ہے اور تمام اعمال شرعیہ میں سب سے افضل عمل ہے اور جس نے اس کے جواز کا انکار کیا وہ خود بھی گم راہ ہے اور دوسروں کو بھی گم راہ کرتا ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ سنت ہے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ واجب ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ واجب کے قریب ہے کیونکہ حدیث میں ہے: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ سے بے وفائی کی اور دوسری احادیث ہیں جن کی امام طبرانی امام دار قطنی اور امام ابن عدی وغیرہم نے روایت کی ہے اور یہ ابن تیمیہ کی خطاء ہے کہ اس نے کہا: اس باب میں وارد تمام احادیث ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں۔

(حاشیہ مسند ابوحنیفہ ص ۲۰۱ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث ''من زار قبری'' کا متابع ثانی عشر (۱۲)

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللّٰہ بن دینار قال رایت عبد اللّٰہ بن عمر یقف علی قبر النبی ﷺ فیصلی علی النبی ﷺ وعلی ابی بکر و عمر۔

عبداللہ بن دینار نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ نبی ﷺ کی قبر انور کے پاس کھڑے ہوئے آپ پر اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر صلوٰۃ پڑھ رہے تھے۔

(موطأ امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ باب: ۲۲ حدیث: ۶۸ ج ۱ ص ۱۰۷ المکتبۃ التوفیقیہ)

حدیث ''من زار قبری'' کا متابع ثالث عشر (۱۳)

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا مالک اخبرنا عبد اللہ بن دینار ان ابن عمر کان اذا اراد سفرا او قدم من سفر جاء قبر النبی ﷺ فصلی علیہ ودعا ثم انصرف قال محمد ھکذا ینبغی ان یفعلہ اذا قدم المدینۃ یاتی قبر النبی ﷺ۔

عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر پر جانے کا ارادہ کرتے یا کسی سفر سے واپس آتے تو نبی ﷺ کی قبر پر آ کر آپ پر صلوٰۃ پڑھتے اور دعا کرتے پھر چلے جاتے امام محمد نے فرمایا: اسی طرح کرنا چاہیے جب مدینہ آئے تو نبی ﷺ کی قبر (انور) پر آئے۔ (موطأ امام محمد ص ۳۹۴ نور محمد اصح المطابع کراچی)

حدیث ''من زار قبری'' کا متابع رابع عشر (۱۴)

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن معمر عن ایوب عن نافع قال کان ابن عمر اذا قدم من سفر اتی قبر النبی ﷺ فقال السلام علیک یا رسول اللّٰہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے آتے تو نبی ﷺ کی قبر پر جاتے اور عرض کرتے: ''السلام علیک یا رسول اللّٰہ! السلام علیک یا ابا بکر'' اور اے ابا جان! آپ پر سلام ہو۔

(مصنف عبدالرزاق: ۶۷۵۳ ۔ ج ۳ ص ۳۸۳ 'دارالکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۲۱ھ' سنن بیہقی ج ۵ ص ۲۴۵ 'نشرالسنۃ' ملتان)

ابن تیمیہ کی تحریف اور اس کی تکفیر

شیخ ابن تیمیہ نے الموطأ کے حوالے سے اس حدیث کو اس طرح لکھا ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے: ''السلام علیك یا رسول اللّٰہ ' السلام علیك یا ابا بکر السلام علیك یا ابت ''۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۷ ص ۱۹ 'دارالجلیل' ریاض ۱۴۱۸ھ)

یہ ابن تیمیہ کی تحریف ہے اور اس کا حدیث کے الفاظ کو بدلنا ہے۔ موطأ امام مالک' موطأ امام محمد' مصنف عبدالرزاق اور سنن بیہقی سب میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ابن عمر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آتے تو سلام عرض کرتے اور ابن تیمیہ نے اپنے فاسد عقیدہ کی بناء پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے بجائے مسجد کا لفظ لکھا اور حدیث میں خیانت کی۔

اس تحریف اور خیانت کی وجہ یہ ہے کہ ابن تیمیہ کا فاسد عقیدہ یہ ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا حرام ہے' وہ لکھتے ہیں:

رہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا نہ کہ آپ کی مسجد میں نماز کے قصد سے سفر کرنا تو اکثر علماء کے نزدیک یہ سفر جائز نہیں ہے۔ (الیٰ قولہ) جو شخص انبیاء علیہم السلام کی قبور کی زیارت کے لیے سفر کرنے والا ہو' اس کے لیے اس سفر میں نماز کو قصر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سفر اللہ کی اطاعت نہیں ہے بلکہ معصیت اور حرام ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۷ ص ۲۰۔۱۹ ملخصاً 'دارالجلیل' ریاض' ۱۴۱۸ھ)

اور یہی وجہ ہے جس کے سبب سے ملا علی قاری نے ابن تیمیہ کو کافر قرار دیا ہے' وہ لکھتے ہیں:

ابن تیمیہ حنبلی نے اس مسئلہ میں بہت تفریط کی ہے' کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کو حرام کہا ہے اور بعض علماء نے اس مسئلہ میں افراط کیا ہے اور اس سفر کے منکر کو کافر کہا ہے اور یہ دوسرا قول صحت اور صواب کے زیادہ قریب ہے کیونکہ جس چیز کی اباحت پر اتفاق ہو' اس کا انکار کفر ہے تو جس چیز کے استحباب پر علماء کا اتفاق ہو' اس کو حرام قرار دینا بہ طریق اولیٰ کفر ہوگا۔

(شرح الشفاء علیٰ حامش نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۱۴ 'دارالفکر' بیروت)

حدیث ''من زار قبری'' کا متابع خامس عشر (۱۵)

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یسلم علّی الا ردّ اللّٰہ علّی روحی حتی ارد علیہ السلام۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی مجھ پر سلام پیش کرتا ہے تو اللہ میری روح کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(سنن ابوداؤد: ۲۰۴۱' سنن بیہقی ج ۵ ص ۲۴۵' المعجم الاوسط: ۳۱۱۶' تلخیص الحبیر ج ۳ ص ۹۰۳' مشکوٰۃ: ۹۲۵' الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۴۹۹' اتحاف السادۃ المتقین ج ۴ ص ۴۱۹' مسند احمد ج ۲ ص ۵۰۹ طبع قدیم' مسند احمد: ۱۰۸۱۴ ۔ ج ۱۶ ص ۳۵۹ ۔ ۳۵۸' فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۷ ص ۱۴)

الحمد للہ رب العٰلمین! ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل' انوار النبیہ کے فیضان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے اس حدیث کے پندرہ متابع بیان کر دیئے ہیں اور اس سے عُقیلی کا یہ اعتراض ساقط ہو گیا کہ حدیث ''من زار قبری'' کا کوئی متابع نہیں ہے۔ اب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے جواز پر مشاہیر مصنفین کی جمع کردہ احادیث کو پیش کر رہے ہیں:

نبی ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے جواز پر حافظ ابن حجر کی جمع کردہ احادیث

حافظ ابن حجر نے زیارۃ قبر النبی ﷺ کا باب قائم کیا ہے' اس باب کے تحت انہوں نے درج ذیل احادیث ذکر کی ہیں:

عمر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے واپس آتے تو نبی ﷺ کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھتے' پھر قبر (مبارک) پر آتے اور کہتے: ''السلام علیك یا رسول اللّٰه ' السلام علیك یا ابا بکر السلام علیك یا ابه'' (اے ابا! آپ پر سلام ہو)۔ (مسدد نے یہ حدیث روایت کی)

(المطالب العالیہ: ۱۲۵۰۔ ج ۱ ص ۳۷۱' دار المعرفۃ بیروت' ۱۴۰۷ھ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے آتے تو مسجد سے ابتداء کرتے' پھر قبر مبارک پر جاتے۔ (مسند ابویعلیٰ' المطالب العالیہ: ۱۲۵۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی یا میری زیارت کی تو میں اس کے حق میں شہادت دینے والا اور شفاعت کرنے والا ہوں اور جو حرمین میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہو گیا' اللہ عزوجل اس کو قیامت کے دن امن والوں میں سے اٹھائے گا۔ (مسند ابوداؤد الطیالسی' المطالب العالیہ: ۱۲۵۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حج کیا' پھر میری وفات کے بعد میری زیارت کی' وہ اس کی مثل ہے جس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (مسند ابویعلیٰ' المطالب العالیہ: ۱۲۵۴)

نبی ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے جواز پر حافظ سیوطی کی جمع کردہ احادیث

(۱) امام ابن حبان نے الضعفاء میں اور امام ابن عدی نے کامل میں اور امام الدار قطنی نے العلل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی ہے: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی' اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۵۳۲' دار احیاء التراث العربی' بیروت' ۱۴۲۱ھ)

(۲) امام سعید بن منصور' امام ابویعلیٰ' امام طبرانی' امام ابن عدی' امام الدار قطنی اور امام بیہقی نے الشعب میں اور امام ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی ہے کہ جس نے حج کیا' پھر میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی' وہ اس شخص کی مثل ہے جس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (الدر المنثور ج ۱ ص ۵۳۲)

(۳) حکیم ترمذی' امام بزار' امام ابن خزیمہ' امام ابن عدی' امام الدار قطنی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی' اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۵۳۲)

(۴) امام طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو میری زیارت کرنے کے لیے اس حال میں آیا کہ وہ کسی اور ضرورت سے نہیں آیا تھا تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۵۳۲)

(۵) امام ابوداؤد الطیالسی اور امام بیہقی نے الشعب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی' میں اس کے لیے شفاعت کرنے والا یا شہادت دینے والا ہوں گا اور جو حرمین میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہوا' اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن امن والوں میں سے اٹھائے گا۔ (الدر المنثور ج ۱ ص ۵۳۲)

(۶) امام بیہقی نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے

میری حیات میں میری زیارت کی اور جو حرمین میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہوا' قیامت کے دن اللہ اس کو امن والوں میں سے اٹھائے گا۔ (الدر المنثور ج ا ص ۵۳۲)

(۷) امام عقیلی نے الضعفاء میں اور امام بیہقی نے الشعب میں آل خطاب کے ایک مرد سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری عمداً زیارت کی' وہ قیامت کے دن میری پناہ میں ہوگا' اور جو مدینہ میں رہا اور اس نے وہاں کی مصیبتوں پر صبر کیا تو میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دینے والا اور شفاعت کرنے والا ہوں گا' اور جو شخص حرمین میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہوا' قیامت کے دن اللہ اس کو امن والوں میں سے اٹھائے گا۔ (الدر المنثور ج ا ص ۵۳۲)

(۸) امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اخلاص کے ساتھ مدینہ میں میری زیارت کی' میں قیامت کے دن اس کے حق میں شہادت دینے والا اور اس کی شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ (الدر المنثور ج ا ص ۵۳۲)

(۹) امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ بھی میری قبر کے پاس مجھ پر سلام عرض کرتا ہے' اللہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو مجھے اس کا سلام پہنچاتا ہے اور اس کی دنیا اور آخرت میں اس سے کفایت کرتا ہے اور میں قیامت کے دن اس کے حق میں شہادت دینے والا اور اس کی شفاعت کرنے والا ہوں گا۔

(الدر المنثور ج ا ص ۵۳۲)

(۱۰) امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جو مسلمان بھی مجھ پر سلام عرض کرتا ہے تو اللہ میری روح کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (الدر المنثور ج ا ص ۵۳۲)

(۱۱) امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ قبر پر جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرتے تھے اور قبر کو مس نہیں کرتے تھے' پھر حضرت ابو بکر کو سلام عرض کرتے' پھر حضرت عمر کو سلام عرض کرتے۔ (الدر المنثور ج ا ص ۵۳۲)

(۱۲) امام بیہقی نے محمد بن المنکدر سے روایت کی ہے' وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہاں آنسو بہہ رہے ہیں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان (کی جگہ) جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (الدر المنثور ج ا ص ۵۳۳)

(۱۳) امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے منیب بن عبد اللہ بن ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آ کر کھڑے ہوئے' پھر دونوں ہاتھ بلند کیے' میں نے یہ گمان کیا کہ انہوں نے نماز شروع کی ہے' پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا' پھر چلے گئے۔ (الدر المنثور ج ا ص ۵۳۳)

(۱۴) امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے سلیمان بن سحیم سے روایت کی ہے کہ میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگ آ کر آپ کو سلام عرض کرتے ہیں' کیا آپ ان کا سلام سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور میں ان کو جواب دیتا ہوں۔ (الدر المنثور ج ا ص ۵۳۳)

(۱۵) امام بیہقی نے حاتم بن مروان سے روایت کی ہے کہ عمر بن عبد العزیز مدینہ میں ایک قاصد کو روانہ کرتے تھے تاکہ وہ آپ کو سلام عرض کرے۔ (الدر المنثور ج ا ص ۵۳۳)

(۱۶) امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے ابو فدیک سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا: ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس کھڑا ہوا اور اس نے یہ آیت تلاوت کی: "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًاO" (الاحزاب: ۵٦) پھر ستر (۷۰) مرتبہ پڑھا: "صلی اللہ علیك یا محمد" تو فرشتہ اس کے جواب میں کہتا ہے: اے فلاں! اللہ تم پر صلوٰۃ (رحمت) بھیجتا ہے تمہاری کوئی حاجت ساقط نہیں ہوگی۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۵۳۳)

(۱۷) امام بیہقی نے ابوحرب ہلالی سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے دروازہ پر اپنی اونٹنی بٹھا دی پھر اس کو باندھ دیا، پھر مسجد میں داخل ہوا حتیٰ کہ قبر (انور) پر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! آپ پر میرے باپ اور ماں فدا ہوں، میں گناہوں اور خطاؤں کے بوجھ تلے دبا ہوا آپ کے پاس آیا ہوں اور آپ سے شفاعت طلب کر رہا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں فرمایا ہے: اور جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اگر یہ آپ کے پاس آ جاتے، پھر اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو یہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، بے حد رحم فرمانے والا پاتےO (النساء: ٦۴) اور آپ پر میرے باپ اور ماں فدا ہوں! میں گناہوں اور خطاؤں کے بوجھ تلے دبا ہوا آپ کے پاس آیا ہوں اور آپ سے شفاعت طلب کرتا ہوں کہ آپ میرے متعلق اپنے رب کے پاس میری شفاعت کریں کہ وہ میرے گناہوں کو بخش دے، پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

اے وہ جو زمین کے مدفونین میں سب سے بہتر ہیں ☆ جن کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے خوشبودار ہو گئے

میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ ساکن ہیں ☆ اس میں عفو ہے اس میں سخاوت ہے اور لطف و کرم ہے

(الدر المنثور ج ۱ ص ۵۳۳، داراحیاء التراث العربی ۱۴۲۱ھ)

حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے النساء: ٦۴ کی تفسیر میں لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عاصیوں اور گناہ گاروں کو یہ ہدایت دی ہے کہ جب ان سے خطاء اور گناہ ہو جائے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ کے پاس آ کر استغفار کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کریں کہ آپ بھی ان کے لیے اللہ سے درخواست کریں اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۸۹، دارالفکر بیروت ۱۴۱۹ھ)

مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹٦ھ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

اس آیت سے یہ ضابطہ نکل آیا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ اس کے لیے دعاء مغفرت کر دیں تو اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری جیسے آپ کی دنیاوی حیات میں ہو سکتی ہے اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۴٦۰-۴۵۹، ادارۃ المعارف کراچی)

ان تفسیروں کے علاوہ علامہ قرطبی کی الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۲٦۵، علامہ ابوالحیان کی البحر المحیط ج ۳ ص ٦۹۴ اور علامہ نسفی حنفی کی مدارک التنزیل علیٰ حامش الخازن ج ۱ ص ۳۹۹ میں بھی یہ اثر مذکور ہے اور اس اثر اور دیگر آثار میں بھی یہ دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے لیے آپ کی قبر پر حاضر ہونا صحابہ، فقہاء تابعین اور اسلاف امت کا طریقہ اور معمول ہے۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے سترہ احادیث ذکر کی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے لیے آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہونا جائز اور مستحب ہے اور ان میں سے کوئی حدیث موضوع یا شدید ضعیف نہیں ہے اور یہ احادیث تعدد اسانید کی وجہ

سے حسن لغیرہ ہیں اور ان کے تقاضے پر عمل کے استحباب پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے اور اس کا انکار کفر ہے' جیسا کہ ملا علی قاری نے تصریح کی ہے۔

حدیث ''من زار قبری'' اگر بالفرض ضعیف السند بھی ہے تو وہ اہل علم کے عمل سے قوی ہو گئی ہے!

برتقدیر تنزل ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی حدیث انفرادی طور پر ضعیف السند بھی ہو تو جس ضعیف السند حدیث پر اہل علم نے عمل کیا ہو تو ان کے عمل سے وہ ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے کیونکہ امام ترمذی نے صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کو ضعیف کہا ہے اور یہ لکھا ہے کہ امام عبداللہ بن المبارک نے اس حدیث پر عمل کیا ہے' اس لیے یہ حدیث قوی ہو گئی۔

صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کے متعلق امام ترمذی لکھتے ہیں:

صلوٰۃ التسبیح کے متعلق اس کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں اور ان میں سے کوئی حدیث زیادہ صحیح نہیں ہے اور عبداللہ بن المبارک اور ایک سے زیادہ اہل علم نے اس پر عمل کو جائز قرار دیا ہے اور اس کی فضیلت ذکر کی ہے۔

(سنن ترمذی ص ۲۲۶' دار المعرفۃ بیروت' ۱۴۲۳ھ)

حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری متوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں:

صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کو امام ابن ماجہ نے (سنن ابن ماجہ: ۱۳۸۶)' امام ترمذی نے (سنن ترمذی: ۴۸۲) اور امام بیہقی نے (سنن کبریٰ ج ۳ ص ۵۲-۵۱) میں روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ امام عبداللہ بن المبارک صلوٰۃ التسبیح پڑھتے تھے اور صالحین ایک دوسرے کو دیکھ کر اس حدیث پر عمل کرتے تھے اور اس سے حدیث مرفوع کی تقویت ہے اور امام ترمذی نے کہا: عبداللہ بن المبارک اور ایک سے زیادہ اہل علم نے اس حدیث پر عمل کیا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۵۳۰-۵۲۹' دار ابن کثیر بیروت' ۱۴۱۴ھ)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اس عبارت کو نقل کیا ہے۔ (التعقبات علی الموضوعات ص ۱۳ طبع قدیم' ۱۳۰۳ھ)

غیر مقلد عالم محمد عبدالرحمن مبارک پوری متوفی ۱۳۵۳ھ نے بھی اس عبارت کو مقرر رکھا ہے۔

(تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۶۰۸' دار احیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۱۹ھ)

دیوبندی عالم شیخ تقی عثمانی' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں جتنی روایات آئی ہیں' سنداً وہ سب کی سب ضعیف ہیں' چنانچہ حدیث باب بھی موسیٰ بن عبیدہ کی بناء پر ضعیف ہے' اس سے متعلقہ تمام احادیث کے ضعف ہی کی وجہ سے علامہ ابن جوزی نے اس نماز کی مشروعیت سے انکار کیا ہے' البتہ حافظ ابن حجر نے ''الاعمال المکفرۃ'' میں لکھا ہے کہ تعدد طرق کی بناء پر یہ حدیث (حدیث باب) حسن لغیرہ بن گئی ہے' اس کے علاوہ یہ مؤید بالتعامل بھی ہے' لہٰذا صلوٰۃ التسبیح کو بدعت یا خلاف سنت کہنا یا اس کی فضیلت کا انکار کرنا درست نہیں ہے۔

(دروس ترمذی ج ۲ ص ۲۵۰' مکتبہ دار العلوم کراچی' ۱۴۲۳ھ)

غور فرمایئے! صلوٰۃ التسبیح کی حدیث ضعیف السند ہے مگر عبداللہ بن المبارک کے عمل کی وجہ سے وہ قوی ہو گئی اور حدیث ''من زار قبری'' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت جابر' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کے عمل اور امام ابوحنیفہ' امام مالک اور امام محمد رحمہم اللہ کی تصریحات کی وجہ سے کیوں قوی نہیں ہو گی!!

خلاصہ بحث اور حرف آخر

چند دن پہلے عزیز القدر حکیم عظمت اللہ نے مجھے فون کر کے یہ بتایا تھا کہ بعض غیر مقلدین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دے کر

سے حسن لغیرہ ہیں اور ان کے تقاضے پر عمل کے استحباب پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے اور اس کا انکار کفر ہے' جیسا کہ ملا علی قاری نے تصریح کی ہے۔

حدیث ''من زار قبری'' اگر بالفرض ضعیف السند بھی ہے تو وہ اہل علم کے عمل سے قوی ہوگئی ہے!

بر تقدیر تنزل ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی حدیث انفرادی طور پر ضعیف السند بھی ہو تو جس ضعیف السند حدیث پر اہل علم نے عمل کیا ہو تو ان کے عمل سے وہ ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے کیونکہ امام ترمذی نے صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کو ضعیف کہا ہے اور یہ لکھا ہے کہ امام عبداللہ بن المبارک نے اس حدیث پر عمل کیا ہے' اس لیے یہ حدیث قوی ہوگئی۔

صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کے متعلق امام ترمذی لکھتے ہیں:

صلوٰۃ التسبیح کے متعلق اس کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں اور ان میں سے کوئی حدیث زیادہ صحیح نہیں ہے اور عبداللہ بن المبارک اور ایک سے زیادہ اہل علم نے اس پر عمل کو جائز قرار دیا ہے اور اس کی فضیلت ذکر کی ہے۔

(سنن ترمذی ص ۲۲۶' دار المعرفۃ' بیروت' ۱۴۲۳ھ)

حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری متوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں:

صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کو امام ابن ماجہ نے (سنن ابن ماجہ: ۱۳۸۶)' امام ترمذی نے (سنن ترمذی: ۴۸۲) اور امام بیہقی نے (سنن کبریٰ ج ۳ ص ۵۲۔۵۱) میں روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ امام عبداللہ بن المبارک صلوٰۃ التسبیح پڑھتے تھے اور صالحین ایک دوسرے کو دیکھ کر اس حدیث پر عمل کرتے تھے اور اس سے حدیث مرفوع کی تقویت ہے اور امام ترمذی نے کہا: عبداللہ بن المبارک اور ایک سے زیادہ اہل علم نے اس حدیث پر عمل کیا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۵۳۰۔۵۲۹' دار ابن کثیر' بیروت' ۱۴۱۴ھ)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اس عبارت کو نقل کیا ہے۔ (التعقبات علی الموضوعات ص ۱۳ طبع قدیم' ۱۳۰۳ھ)

غیر مقلد عالم محمد عبدالرحمن مبارک پوری متوفی ۱۳۵۳ھ نے بھی اس عبارت کو مقرر رکھا ہے۔

(تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۶۰۸' دار احیاء التراث العربی' بیروت' ۱۴۱۹ھ)

دیوبندی عالم شیخ تقی عثمانی' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں جتنی روایات آئی ہیں' سنداً وہ سب کی سب ضعیف ہیں' چنانچہ حدیث باب بھی موسیٰ بن عبیدہ کی بناء پر ضعیف ہے' اس سے متعلقہ تمام احادیث کے ضعف ہی کی وجہ سے علامہ ابن جوزی نے اس نماز کی مشروعیت سے انکار کیا ہے' البتہ حافظ ابن حجر نے ''الاعمال المکفرۃ'' میں لکھا ہے کہ تعدد طرق کی بناء پر یہ حدیث (حدیث باب) حسن لغیرہ بن گئی ہے' اس کے علاوہ یہ مؤید بالتعامل بھی ہے' لہٰذا صلوٰۃ التسبیح کو بدعت یا خلاف سنت کہنا یا اس کی فضیلت کا انکار کرنا درست نہیں ہے۔

(دروس ترمذی ج ۲ ص ۲۵۰' مکتبہ دار العلوم' کراچی' ۱۴۲۳ھ)

غور فرمایئے! صلوٰۃ التسبیح کی حدیث ضعیف السند ہے مگر عبداللہ بن المبارک کے عمل کی وجہ سے وہ قوی ہوگئی اور حدیث ''من زار قبری'' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت جابر' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کے عمل اور امام ابوحنیفہ' امام مالک اور امام محمد رحمہم اللہ کی تصریحات کی وجہ سے کیوں قوی نہیں ہوگی!!